



سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۲۸



علامات اہل محبت

عارف ملت حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی برکاتہم



042-6370371
042-6373310

زیر سرپرستی: یادگار خانفتاہ ایدادویہ اشرفیہ
جامعہ مسجد قدسیہ بالقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور پوسٹ نمبر 2074 پوسٹ کوڈ نمبر 54000

نمبر آباد پانچاویں دورہ لاہور پوسٹ نمبر
54000
042-6861584, 6551774

نشر: انجمن احیاء السنۃ



عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دست برکات ہم



زیر نگرانی:

یادگار خانقاہ ایدادویہ اشرفیہ

جامعہ مسجد قدسیہ بالقابل چتریا گھر مشاہیرہ قائد اعظم، لاہور۔



نہشہ:

انجمن احیاء السنۃ راجستھان
نیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

فہرست

- ۵ عرض مرتب
- ۷ کفار سے دوستی کا انجام ارتداد ہے
- ۸ نفس کفار سے بھی زیادہ خطرناک ہے
- ۸ نفس کی نہایت جامع تعریف
- ۹ کفار سے معاملات جائزہ والات حرام
- ۹ یہود و نصاریٰ اور جملہ کفار دوستی کے قابل نہیں
- ۱۰ ایک قسم مستند سلوک
- ۱۱ عنایات الہیہ کو ثمرہ مجاہدات سمجھنا ناشکری ہے
- ۱۲ قرآن پاک سے استدلال
- ۱۲ حسین اتفاق و سوء اتفاق کفار و ملاحدہ کی ایجاد
- ۱۳ جنت بھی رحمت سے ملے گی
- ۱۳ جزا بھی دراصل عطا ہے
- ۱۴ جنت کو جزا عمل فرمانا بھی رحمت ہے اور اس کی مثال
- ۱۶ عطار کو جزا سے تعبیر کرنے کی دوسری مثال
- ۱۵ نماز کے بعد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حکمت
- ۱۶ عبادت سے حق عظمت الہیہ ادا نہ ہونے کی انوکھی مثال
- ۱۷ عبادت پر ناز نہ کیجئے
- ۱۹ یُحِبُّونَهُ بِرُحْبُوبَةٍ کی تقدیم کی حکمت
- ۲۰ تقدیم یُحِبُّونَهُ کی دوسری حکمت
- ۲۱ اہل محبت کی تین علامات

- ۲۱ پہلی علامت : مومنین کے ساتھ تواضع و خاشاقت نفس
- ۲۲ خاشاقتِ نفس پر آیت قرآنی سے عجیب استدلال
- ۲۳ اکرامِ مومن کی ایک شدت
- ۲۳ بوقتِ مقابلہ اہلِ محبت کی کفار پر شدت
- ۲۳ اہلِ محبت کی دوسری علامت : مجاہدہ فی سبیل اللہ
- ۲۴ ارِ رضائے حق کی تلاش میں تکلیف اٹھانے والے
- ۲۵ اہلِ عشق کا اصل مقام
- ۲۵ قلمِ در کی تعریف
- ۲۶ ۱۲ دین کی نصرت میں مشقت اٹھانے والے
- ۲۶ ۱۳ احکامِ النبیہ کی تعمیل میں مجاہدہ کرنے والے
- ۲۶ ۱۴ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا عم اٹھانے والے
- ۲۸ تیسری علامت : مخلوق کی ملامت سے بے پروائی
- ۲۹ لَا يَتَخَفُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ كَيْ عَاشِقَانَهُ تفسیر
- ۳۰ استقامتِ اہلِ محبت کی خاص شان ہے
- ۳۱ تیرے عاشق کو لوگوں نے بھجا ہے کم
- ۳۲ داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
- ۳۲ کمالات کی مجاہدات سے عدم نسبت پر قرآن پاک سے استدلال
- ۳۳ فضلِ قانون سے بالاتر ہے
- ۳۵ اسمائے شہنی و اسع اولیٰ علم کا رابطہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

شَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

احقر عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ عرض رسا ہے کہ عارف باللہ مرشد فی مولانی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی امت برکاتہم ری یونین کے تیسرے سفر سے مورخہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۹۶ء بروز منہجہ کراچی واپس تشریف لائے۔ احقر راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔ ہر جمعہ کو خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں حضرت والا سے تعلق رکھنے والے علماء بہو قیاء و ساکین کا اجتماع ہوتا ہے چنانچہ سفر ری یونین سے واپسی کے بعد حضرت والا نے یہ پہلا وعظ ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۹۶ء بروز جمعہ خانقاہ مسجد اشرف کی محراب سے حسب معمول کرسی پر بیٹھ کر بیان فرمایا۔ سامعین کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی۔

عجیب سحر انگیز بیان تھا جس میں حضرت والا نے قرآن پاک کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی علامات نہایت والہانہ انداز میں بیان فرمائیں اور بعض مسائل سلوک کو آیات قرآنی سے مدلل فرماتے ہوئے اور الہامی مثالوں سے واضح فرماتے ہوئے اور آیات قرآنیہ کے تفسیری نکات کی عاشقانہ تعبیر فرماتے ہوئے اہل محبت کی عظمت شان اور طریق محبت کی مرغوبیت و لذت کو اس طرح آشکار فرمایا کہ جس سے محبت سے نا آشنا جانیں بھی شکار محبت ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آغلب

مشتاق و بے قرار ہو جائیں اور زبانِ حال حضرت مرشدی کی شان میں کہنے لگیں۔
 خدا گواہ کہ نا آشنا تے درد یہاں
 نگاہِ عشق سے سہل بناتے جاتے ہیں
 یہ وہ چمن ہے جہاں ملا ترانِ بے پروا بال
 پہ سونے عرشِ بیکٹم اُنکے جاتے ہیں
 خدا رکھے مرے ساتی کا سے کدہ آباد
 یہاں پہ جامِ محبت پلاتے جاتے ہیں

احقر میر عفا اللہ عنہ

و عظ کے بعد بہت سے حضرات نے فرمایا کہ آج ہم کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا وہ
 مزہ ملا جس سے ہم آشنا نہ تھے۔ احقر نے اس وعظ کو ٹیپ سے نقل کر کے مرتب
 کیا۔ بعض جگہ حوالے بھی درج کیے اور اس کا نام علاماتِ اہلِ محبت (قرآنِ پاک کی
 روشنی میں تہذیب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہِ عاطفت طویل مدت تک نغیر و
 عافیت ہمارے سروں پر قائم رکھیں اور قیامت تک حضرت والا کا فیضِ بصورت
 صدقہ ہاریہ باقی رکھیں اور امت مسلمہ کے لیے قیامت تک نافع بنائیں اور شرف
 قبول عطا فرمائیں۔ (آمین) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

خادم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم
 خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال ۲ کراچی
 مورخہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۹۶ء

فرمایا تھا کہ ایک آدم کی شاخ ایک نچم کی شاخ سے متصل ہو گئی تو سارا آدم کڑوا ہو گیا تو یہودی
و عیسائی کی محبت، ہندو کی محبت، مشرک کی محبت، اسی طرح اپنے نفس دشمن کی محبت
ایمان کے لیے مضر ہے۔

نفس کفار سے بھی زیادہ خطرناک ہے

یہ بھی سوچتے، اہم
بات ہے کہ بعض لوگ

اپنے نفس دشمن کی خواہشات کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کے قلب میں اللہ
تعالیٰ کی محبوبیت پر ان کے نفس دشمن کی محبوبیت غالب ہو جاتی ہے مگر اس
وقت اس بے وقوف کو اپنی نالائقی کا احساس تک نہیں ہوتا جب وہ اُلُو کی طرح
پر نظر ہی کرتا ہے اور یہ خیال تک نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور نفس دشمن کی گود
میں جوتے کھا رہا ہوں۔ لہذا جتنے یہود و نصاریٰ مضر ہیں نفس دشمن ان سے بھی
زیادہ مضر ہے۔ دلیل کیا ہے؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ
ان اعداء عدو لك في جنبيك تمہارے سب دشمنوں سے بڑا دشمن عیسائی
یہودی، ہندو کفار سے بھی بڑا دشمن تمہارا نفس ہے۔

نفس کی نہایت جامع تعریف

اب کوئی پوچھے کہ نفس کیا
چیز ہے؟ ہمیں بتائیے کہ

نفس کہاں رہتا ہے اس کا ٹھکانہ کیا ہے کہ اس کے کان پڑ کر تین چار چپت لگا دوں
نفس کی تلاش کہاں کروں؟ تو نفس کی حقیقت اور نفس کی ماہیت کیا ہے اور نفس
کیا شے ہے یہاں کو یاد کر لیجئے۔ کوئی بھی آپ سے پوچھے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ نفس کو
مٹاؤ، نفس کو مٹاؤ تو نفس کیا چیز ہے! حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی

صاحبِ تمانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس نام ہے مرغوباتِ طبعیہ غیر شریعیہ
یعنی طبیعت کی وہ خواہش جس کی شریعتِ اجازت نہ دیتی ہو، ہماری وہ خوشیاں
جس سے اللہ تعالیٰ خوش نہ ہوتے ہوں اس کا نام نفس ہے۔ کیا کہیں۔

محبتِ محبت تو کہتے ہیں لیکن

محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

ہمارے نفس کی وہ خواہش جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو جب پیدا ہو
تو کاش اس وقت ہمارا ہوش درست رہے، اس وقت ہمارے قلب و دماغ میں
سلامتی رہے اس وقت ہم پاگل نہ بنیں تو سمجھو کہ اللہ کی محبت غالب ہے ورنہ ہم
نفس کے غلام ہیں۔

کفار سے معاملات جائز، موالات حرام | تو اللہ سبحانہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ دیکھو

تم یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی مت کرو۔ علامہ آوسی نے اس کی تفسیر کی
لَا تَجْرُوا مَوَالَآةَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى تَوْرِيْطُ الْاِدْرِيْدَا د یعنی یہود و نصاریٰ کی
دوستی تمہارے قلب میں مرتد و کافر ہونے کا ذوق پیدا کر دے گی لہذا ان سے تجارت
و لین دین تو جائز ہے لیکن ان سے دوستی و مروت رکھنا، ہر وقت ساتھ کھانا پینا
اور دوستی کے تعلقات پیدا کرنا جائز نہیں، قلب میں ان کی محبت نہ آنی چاہئے۔

یہود و نصاریٰ اور جملہ کفار دوستی کے قابل نہیں | اور
حقیقت

یہ ہے کہ عملاً بھی یہ دوستی کے قابل نہیں۔ میں نے امریکہ اور لندن میں دیکھا کہ عیسائی

اور یہودی نے اپنے کتے کے منہ میں لمبی سی ٹافی رکھ دی اور کتے نے اسے خوب چوسا
 اس کے بعد وہی ٹافی اس کتے کے منہ سے نکال کر خود چوس رہے ہیں۔ کس منہ
 سے ان سے محبت کرو گئے وہ محبت کے قابل ہی نہیں ہیں۔ بغل کے بال اتنے لمبے
 کھان میں کنگھی کرتے ہیں اور ہمارا اسلام کتا ہے کہ ہر جگہ کے نامناسب بال ہر ہفتہ
 صاف کرو۔ دُور سے ان کے جسم سے بو آتی ہے۔ پوڈر اور سینٹ مل لیتے ہیں
 جس سے اُچھے معلوم ہوتے ہیں۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبہ حرہ اللہ نے فرمایا
 اترائے نسی روشنی منہ ہو کالا،

دلوں میں اندھیرا ہے باہر اُجالا

دلوں میں کفر کا اندھیرا ہے اور باہر اُجالا ہے پوڈر سُرخ لگی ہوتی ہے جو ہمیشہ
 ٹشو پیپر سے پاخانہ کا مقام صاف کرتے ہیں پانی سے نہیں دھوتے اس کے بوڈب
 میں پانی بھر کر اس میں بیٹھے جاتے ہیں۔ نیچے کا پانی منہ میں جا رہا ہے پاخانہ کو دھونے
 والا پانی منہ میں اور کان میں اور ناک میں گس رہا ہے یہ ترقی یافتہ قوم ہے اظہارت
 مومن کی شان ہے۔ کفر نجاست اور غلاظت ہے۔ اسی طرح جو لوگ گناہوں میں
 مبتلا رہتے ہیں عموماً گندے رہتے ہیں۔ جو ناپاک فعل کرے گا وہ ناپاک رہے گا۔
 اس کو پاکی کا خیال بھی نہیں آتا۔

ایک اہم مسئلہ سلوک

تو اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم
 میں سے جو اللہ کے دین سے مُرتد ہو جائے گا
 تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جن سے اللہ محبت کرے گا
 اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ میں اصل میں یہاں ایک مسئلہ بیان کرنا چاہتا ہوں

قرآن پاک سے استدلال

اس مثال سے پہلے ایک استدلال پیش کرتا ہوں جو میرے رب نے ہی بھی

مجھے عطا فرمایا۔ قرآن شریف کی آیت اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دی کہ مثال سے پہلے تم میرے کلام سے ثبوت پیش کرو۔ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ تَحْجُّهُ كَوْجُورِي عَلَىٰ وَهِّهِ اللَّهُ كِي طَرَفٍ سَعِي هِي وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنُ لَقْبِكَ ذِي ط، سُورَةُ نَسَا آيَةُ ١١ اُولُو تَحْجُّهُ سَعِي بُرَانِي صَادِرٌ هُوَ هُوَ تِيرِي نَفْسِ كِي شَرَاتٍ اُوْرِي مَعَاشِي هِي۔ اَللَّهُ تَعَالَىٰ فَرِي هِي هِي كِي دُنْيَا تِي تَم كُو جُو بِلَاتِي عَلَىٰ اُوْلَادِي عَلَىٰ رُوْزِي عَلَىٰ اَلْعِلْمِ عَلَىٰ اَلتَّقْوَىٰ كَرْنِي اَبَاتِي كُو تِي هِي نِعْمَتِي عَلَىٰ فَمِنَ اَللَّهِ وَه اَللَّهُ كِي عَطَا هِي۔ اَكْرَم كُو اِنْتِي كِي طَرَفِ نَسَبِ كَرْنِي كِي هَا يَتِي هُو تِي تُو اَللَّهُ فَرِي تَاتِي كِي تَم اِنْتِي عِبَادَاتِ كِي طَرَفِ نَسَبِ كَرُو كِي تَم نِي يِي كِيَا تُو تِي نِي يِي دِيَا۔ يَكِن يِيَا تِي نِي تَم نِي كِي نِي هِي فَمِنَ اَللَّهِ سَب اَللَّهُ كِي عَطَا هِي اُوْر جَب كُو تِي تَم كُو بُرَانِي پِنْتِي نَقْصَانِ پِنْتِي تُو هُو تَمَارِي نَفْسِ كِي شَرَاتِ كِي سَرَا هِي۔

حَسَنِ اتِّفَاقٍ وَسُوءِ اتِّفَاقٍ كِفَارٌ وَمَلَا حِدَةٍ كِي اِيْجَادِ

مت کہو اور بُرائیوں کو سُوءِ اتِّفَاقٍ مت کہو۔ یہ الفاظ نیچر لوگوں نے کافروں نے، ملحدوں نے جاری کیے ہیں۔ کہ اگر کوئی نعمت ملی تو کہہ دیا کہ صاحب آج حَسَنِ اتِّفَاقٍ سے مجھے نوکری مل گئی۔ اللہ کا نام بھی نہیں لیا کہ اللہ کے کرم سے مجھے یہ نوکری ملی۔ نیکیوں کو حَسَنِ اتِّفَاقٍ نے ٹوٹ لیا اور بُرائیوں کو سُوءِ اتِّفَاقٍ نے ٹوٹ لیا کہ سُوءِ اتِّفَاقٍ سے آج گر گئے نہ چوٹ لگ گئی، ایک سیڈنٹ ہو گیا۔ یہ نہیں کہا کہ یہ میری

شامت اعمال اور نالافتی کی سزا تھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ
جنت بھی رحمت سے ملے گی
نیکوں کو میری عطا بھجواؤ

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جنت بھی ہمارے
عمل کے بدلہ میں نہیں ملے گی اللہ کی رحمت سے ملے گی مگر ہر کا مطلب یہ نہیں کہ
عمل نہ کرو۔ جس طرح شادی سے بغیر اللہ اولاد نہیں دیتا، لیکن شادی سے جو اولاد
ملے تو یہ مت کہو کہ یہ میری اور میری بیوی کی کرامت ہے۔ یہی کہو کہ اللہ کی رحمت
نے اولاد دی ہے۔ کتنے بیوی اور شوہر ہیں جو اولاد سے محروم ہیں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب بھولپوری
جزا بھی دراصل عطا ہے
فرماتے تھے کہ جنت بھی جو اللہ تعالیٰ

دیں گے وہ ہمارے عمل کا بدلہ نہ ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوگی اور دلیل بھی میرے
شیخ نے قرآن پاک سے کیسی بخشش کی کہ آپ کو مزہ آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ میں تم کو جنت دوں گا تو جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ یہ میری طرف سے بدلہ ہوگا لیکن یہ
بدلہ تمہارے عمل کا نہیں ہوگا عَطَاءً یہ بھی میری عطا ہوگی۔ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ
عَطَاءً جَسَابًا۔ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ کے بعد عَطَاءً نازل کر دیا کہ یہ جزا بھی دراصل
میری عطا ہے، بخشش ہے۔

جنت کو جزا عمل فرمانا بھی رحمت ہے اور اس کی عجیب مثال

میرے شیخ فرماتے تھے کہ آخرت میں نیک عمل کا بدلہ جو ملے گا، جنت ملے گی یہ بھی

حقیقت میں ان کی عطا ہے لیکن جزا کیوں فرمایا؟ یہ مالک تعالیٰ شانہ کی غایت کرم اور زبردست مہربانی ہے۔ جیسے کسی بچے کے ہاتھ کو باپ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کوئی خط لکھوائے اور بیٹے سے کہے کہ واہ بیٹے! تم نے بڑا اچھا خط لکھا حالانکہ وہ تو بابا نے خود لکھوایا ہے لیکن بچے کی طرف نسبت کر رہا ہے، شاباشی دے رہا ہے شکایات بیاتم نے بڑا اچھا خط لکھ دیا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ نماز روزہ ہو رہا ہے لیکن ہمارا دل خوش کرنے کے لیے فرمایا کہ جنت تمہارے اعمال کی جزا ہے تمہارے رب کی طرف سے جَزَاءٌ مِّن رَّبِّكَ لیکن اے میرے پیارے بندو جَزَاءٌ کہہ رہا ہوں تمہاری شاباشی کے لیے مگر حقیقت میں ہے عَطَاءٌ یہ عطا ہے میرا جزا کہنا بھی عطا ہے، تمہارے عمل کے بدلہ میں میرا یہ لفظ جزا بھی عطا ہے تمہارا دل خوش کرنے کے لیے جَزَاءٌ مِّن رَّبِّكَ عَطَاءٌ حَسَابًا میرے شیخ کے علوم کو ذرا دیکھتے جن کے لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ آپ حامل علوم نبوت بھی ہیں اور حامل علوم ولایت بھی ہیں۔ حضرت پر علوم الامم جوتے تھے۔ کیا علم عظیم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو کچھ ہم کو جزا دیں گے وہ سب اللہ کی عطا ہے۔

عطا کو جزا سے تعبیر کرنے کی دوسری عجیب مثال | اس کے بعد حضرت جو

دوسری مثال دیتے تھے وہ بھی پیش کرتا ہوں اور میرے قلب میں جو مثال آتی ہے وہ بھی پیش کروں گا۔ اپنے شیخ کی مثال کو اولیت دیتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر بادشاہ شاہی محل بنوا رہا ہے اور گاؤں گاؤں اعلان کر دے کہ اس کی تعمیر میں رعایا بھی چند

دے سکتی ہے تو ایک دیہاتی لڑکی جھونپڑی میں سے ایک سڑا ہوا بانس جس کو دیکھ
 کھا گئی ہو نکال کر بادشاہ کے ہاتھ میں رکھ دے کہ یہ بانس بھی اپنے شاہی محل میں لگا
 دیجئے اور بادشاہ سکر لے جوتے ہیں گو رکھ لے اور کہ دے شاہاش اتو فرمایا کہ جیسے
 بادشاہوں کی تعمیر میں دیہاتیوں کا سڑا ہوا بانس کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بادشاہ کی
 شاہاشی اور جزا دراصل اس کی عطا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کی عظمت غیر محدود کا
 حق ہماری عبادات سے ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت غیر محدود ہے
 اور ہماری عبادات محدود ہے لہذا محدود سے غیر محدود کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟
 اس لیے اللہ والے نیکیاں کر کے ڈرتے رہتے ہیں کہ معاف کر دیجئے ہم سے حق ادا نہیں

منانے کے بعد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حکمت

سُورَةُ عَلَم
 صلی اللہ
 علیہ وسلم سید الانبیاء ہونے کے باوجود نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی تین بار استغفار فرماتے
 استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ ہوتے تھے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استغفار کس وجہ سے تھا کیونکہ آپ تو معصوم تھے گناہ تو
 آپ سے ہو ہی نہیں سکتا تھا اور پھر نماز میں عظیم الشان عبادت کے بعد استغفار
 کے کیا معنی ہیں؟ تو حضرت گنگوہی نے خود جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس
 لیے استغفار کرتے تھے کہ اے اللہ آپ کی عظمت غیر محدود ہے لہذا آپ کے
 شانِ عظمت کے لائق میری نماز نہیں ہے میری محدود بندگی آپ کی غیر محدود عظمت
 کے شایانِ شان نہیں ہو سکتی لہذا سید الانبیاء کا استغفار کسی خطا پر نہیں ہے کیوں کہ
 صدورِ مصیبت نبی پر محال ہے بلکہ اے اللہ اس بات پر استغفار کرتا ہوں کہ آپ

کی عفت کا حق نماز میں مجھ سے ادا نہیں ہوا۔

اب میری مثال سن لیجئے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے میرے ہی بزرگوں کے صدقہ میں عطا فرمائی ورنہ میں کہاں سے لاقوں گا۔ ان اللہ والوں کی جو تیاں جو اختر نے اٹھائیں ان ہی کے صدقہ میں آپ لوگ آ رہے ہیں۔ سن لو ہاں بات کو۔ میری قابلیت سے آپ لوگ نہیں آ رہے ہیں۔ میرے اوپر اللہ والوں کی نظر پڑی ہے۔ اگر شاہ طہار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے ولی میں ایک گنا تمام گناہوں کا شیخ بن سکتا ہے تو اختر پر سالہا سال شاہ عبدغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی ہے شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی ہے اور اب حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کی نظر پڑ رہی ہے اور ان بزرگوں نے مجھے بہت غور سے دیکھا ہے اور اب بھی حضرت والا ہر دوئی جب تقریر فرماتے ہیں تو میری طرف بار بار غور سے دیکھتے ہیں میں ان کی نظر عنایت کو اپنا استحقاق اور حق نہیں سمجھتا۔ یہی سمجھتا ہوں کہ بدون استحقاق اللہ تعالیٰ کی مجھ پر مہربانی ہے جو بزرگوں کو مجھ پر مہربان فرما دیا۔

عبادت سے حق عظمت اللہ تعالیٰ کی انوکھی مثال

اب میری مثال سنئے

ایک ہاتھی نے اعلان کیا کہ آج میرے بدن میں بہت درد ہے۔ کوئی دبائے والا ہے؟ تو ایک مچھر دوڑا اور اس نے تین گھنٹہ تک ہاتھی کو خوب دبایا۔ پہلے اس نے اگلے دونوں پیر دبائے، پھر پچھلے دونوں پیر دبائے، پھر سونڈ کو دبایا، پھر پیٹھ دبائی پھر کھوپڑی دبائی۔ پھر واپس چلا گیا اور جا کر دس ہزار مچھروں کے درمیان اس نے کہا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج میں بہت وی آئی پی شخصیت ہوں کیونکہ ایک

بہت بڑی شخصیت کی خدمت کر کے آیا ہوں۔ سب پر فخر کر رہا ہے۔ سب مجھ پر دوسرے اور ہاتھی سے پوچھا کہ صاحب ایک پھر فخر کر رہا ہے کہ میں نے ہاتھی کو تین گھنٹے تک خوب زور سے چھل چھل کر دبا یا اور ہاتھی بڑا خوش ہو گیا۔ تو ہاتھی نے کہا کہ مجھے تو پتہ بھی نہیں کہ ظالم کب آیا اور کب گیا۔ آپ بتائیے کہ پھر کے دبانے سے ہاتھی کو آرام ملے گا؟ تو جب ایک محدود قلیل ایک محدود کثیر کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ہم جیسے محدود کیسے اللہ تعالیٰ کی غیر محدود عظمتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بتائیے پھر بھی محدود ہے اور ہاتھی بھی محدود ہے مگر جب محدود صغیر چھوٹا محدود محدود و کبیر بڑے محدود کا حق ادا نہیں کر سکتا تو محدود سے غیر محدود کا حق کیسے ادا ہوگا؟

لہذا اپنی عبادت کے بعد کبھی اس پر فخر نہ کیجئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی

عبادت پر ناز نہ کیجئے

محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نیکی کر دیا میں ڈال۔ بس اللہ کی حرمت پر اس لگانے رہتے، اپنی نیکیوں پر فخر و ناز نہ کیجئے کوئی پوچھے کہ کتنے حج کیسے؟ مت بتائیے کہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے کوئی پوچھے کہ کتنا تمہارا پڑھتے ہو؟ مت بتائیے کہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے۔ اپنی نیکیوں کو ظاہر مت کیجئے اور جو پوچھنے والے ہیں ان سے کہتے کہ معافی چاہتا ہوں جناب یہ مناسب نہیں ہے۔ بزرگوں نے منع کیا ہے کہ کسی کی ذاتی عبادت کو مت پوچھو۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف اور مسئلہ سلوک کو کہ بعض نادان صوفی اللہ پاک کے انعامات کو اپنے مجاہدات کی طرف نسبت کرتے ہیں میں قرآن پاک سے مدلل کر کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے

کہ میں اپنے بزرگوں کی باتوں کو قرآن پاک کی دلیل سے یا حدیث پاک کی دلیل سے ثابت
 کر دوں۔ حضرت میکیم الامت نے اس مسئلہ سلوک کے متعلق وہاں کوئی دلیل نہیں لکھی
 یہی لکھا جو میں نے پیش کیا۔ اب دلیل پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ
 يَزِدْكَ مِنْكَ عَنْ دِينِهِ جِوَا اسْلَامٍ مِنْهُ هُوَ بَاتِلٌ كَمَا تَوَلَّيْتُمْ اِيَسِي خَبِيثَاتٍ
 كِي ضرورت نہیں ہے ہمارے اسلام سے مرتد ہو جائے گا تو ہمیں ایسے خبیثوں
 کوئی ضرورت نہیں ہے تم محتاج ہو اللہ کے۔ لَنْذَا اَكْرَمُ مَرْتَدٍ هُوَ تَوْ قَسْوَتٍ
 يَا تِي اللّٰهُ يَتَّقُوهُ تُوْنِيں جلد سے جلد ایک قوم پیدا کر دوں گا۔ فَا وَاخِلْ كَرِيَا
 قَسْوَتٍ جس کے معنی ہیں کہ بلا تائید میں ایک ایسی قوم پیدا کروں گا يُجِبُّهُنَّ
 جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں گے وَيُجِبُّوْكَ اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ
 سے محبت کریں گے۔

دیکھا آپ نے۔ یہ دین اللہ کا ہے۔ یہ دین لوگوں کا محتاج نہیں۔ میرا تجربہ ہے
 کہ بعض لوگ نادانی سے میرے پاس سے بھاگ گئے اور ایذا رسانی بھی شروع کر دی
 میں نے دوستوں سے کہا کہ گھبراؤ مت۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہتر و فادار اور اللہ
 والے عطا کرے گا۔ چنانچہ ان کے بعد بڑے بڑے علماء داخل سلسلہ ہو گئے۔ اس
 لیے دین کے خادموں کو کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

جانے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے

بھاتے نہ جسے رند وہ پھر کیوں دھرتے

قرآن نہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور

دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آتے

سوار بگڑتا جسے منظور ہو اپنا

وہ آئے اور پشم و بسر آئے

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی قوم پیدا کروں گا کہ میں ان سے محبت
کروں گا اور وہ مجھ سے محبت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو پہلے کیوں
بیان کیا اور اپنے بندوں کی محبت کو بعد میں کیوں بیان کیا؟ اس کا ایک جواب
اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں عطا فرمایا اور وہ سزا جواب علامہ آلوسی کا ہے جو
بعد میں نقل کروں گا۔

يُحِبُّونَهُ | **يُحِبُّونَهُ** پر **يُحِبُّونَهُ** کی تقدیم کی ایک حکمت | اختر کا
جواب

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے بندوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت
کی لہذا سبب کو پہلے بیان کرنا چاہیے اور سبب کو بعد میں بیان کرنا چاہیے۔
کوئی کہے کہ میرا بدن خوب ٹھنڈا ہو گیا، بڑی گرمی لگ رہی تھی کس وجہ سے ٹھنڈے
ہوئے؟ سیون اپ کی بوتل پنی یا تسی پنی۔ لہذا اسی کو پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ
ہم نے دو تین گلاس سی پنی جس سے جسم میں ٹھنڈک آگئی۔ تو ٹھنڈک سبب ہے
سبب سی ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے سبب کو اپنی عطا کو پہلے بیان کیا کہ میں پہلے
ان سے محبت کروں گا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کریں گے۔

محبت سے دنوں عام میں ہی بنا کر پڑاتی

جسے خود یا نے پہا اسی کو یاد پڑاتی

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، قنادم سے کہا کہ تسبیح لاؤ۔

اس لیے یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کر رہے ہیں۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ دراصل اللہ کی محبت کا فیضان ہے اور جو اس پر ایمان نہ لاتے وہ شیطان ہے۔ جب اللہ کی محبت کی اور عبادت کی توفیق ہو جائے تو سمجھ لو کہ مالک کی محبت کا فیضان ہے۔

وہی چاہتے ہیں میں کیا چاہتا ہوں

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

چوں زخم دم کا تش دل تیز شد
لے دنیا والو! میں اللہ تعالیٰ کی محبت پر کیونکر صبر کر سکتا ہوں جبکہ میرے
دل کے اندر اپنی محبت کی آگ کو تیز کر دیا ہے۔

چوں زخم دم کا تش دل تیز شد

شیر ہجران شفته و خون ریز شد

میرے اللہ کی جدائی کے غم کا جو دودھ تھا وہ اب خون بہا رہا ہے۔
روتے روتے آنسو خشک ہو گئے، اب تو آنکھوں سے خون بہ رہا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں
کی علامات بیان فرما رہے ہیں کہ

اہل محبت کی تین علامات

تین علامتیں جس میں دیکھ لینا تو سمجھ لینا کہ یہ میرے عاشقوں میں سے ہے۔

پہلی علامت: مومن کے ساتھ تواضع و قناعتِ نفس

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ : اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے کیونکہ میں جس
کے دل میں آتا ہوں اس کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں سے تواضع کے

ساتھ ملتا ہے ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہے، اپنے کو ہر مسلمان سے کمتر سمجھتا ہے، دل سے مسلمانوں کا اکرام کرتا ہے۔

فنا نیست پس پر آیت قرآنی سے عجیب استدلال | اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ

اِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعْرَٰضَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً ۗ
 اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ جب سلاطین کسی بستی کو فتح کرتے ہیں تو ان کو زبردست نقصان پہنچانے میں اور ان کے معزز لوگوں کو جو بادشاہ سے بغاوت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں، ذلیل کر دیتے ہیں تاکہ سلطنت کرنے میں وہ مزاحمت نہ کریں۔ حضرت مولانا شاہ وحی اللہ صاحب نے فرمایا جو حکام الامت مجدد الملت حضرت تھانوی کے بڑے خلفاء میں سے تھے کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ آتا ہے تو اس کے دل کے کبر اور بڑائی اور عجب کے چودھریوں کو گرفتار کر لیتا ہے، اس کے دل میں کبر نہیں رہ سکتا۔ جس شاخ میں چیل آتا ہے وہ جھک جاتی ہے۔ جو ہر مسلمان سے تو مانع سے ملتا ہے، اپنے کو مٹا کر ملتا ہے، ہر مسلمان کے اکرام میں اپنے کندھوں کو جھکا دیتا ہے، اگر فوں اس میں نہیں رہتی یہ دلیل ہے کہ اس کو اللہ کی محبت کا پھل مل گیا۔ تو اللہ کے عاشقوں کی پہلی علامت یہ ہے کہ ایمان والوں کے ساتھ اپنے نفس کو مٹا دیتے ہیں، مسلمانوں سے مٹ کر ملتے ہیں، دل میں ہر مسلمان سے خود کو کمتر سمجھتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں، مومنین کا اکرام میرے لیے باعث عزت ہے۔

اکرامِ مومن کی ایک سنت

لہذا جب کوئی مسلمان آئے تو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ بھی جائے مسجد

نبوی میں بہت جگہ تھی۔ ایک صحابی آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک گئے اور فرمایا آئیے آئیے بیٹھے۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری مسجد نبوی خالی ہے پھر آپ اپنی جگہ سے کیوں ہٹے۔ فرمایا کہ مومن کا حق ہے کہ جب وہ ملے آئے تو اس کے اکرام میں تھوڑا سا اپنی جگہ سے کھسک جائے کہ آؤ بھائی آؤ۔ یہ سنت ہے تھوڑا سا حرکت کرنے فرعون کی طرح اپنی جگہ بنا ہوا نہ بیٹھا ہے۔ اذ لثة علی المؤمنین میرے عشاق مجھ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ نرم ہیں۔

بوقتِ مقابلہ اہلِ محبت کی کفار پر شدت

لیکن ان کی دوسری صفت کیا ہے؟

اِعْزَازٌ عَلٰی الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر سخت ہیں میرے دشمنوں کے سامنے نفس کی فنائیت نہیں دکھاتے مثلاً ہندوستان سے جنگ ہو رہی ہو اور پاکستانی فوجی مسلمان بارڈر پر ہندوؤں سے کہے کہ اے ہندو بھائیو! ناچیز حقیر فقیر عبدالقدیر آپ سے لڑنے آیا ہے۔ وہاں ایسا کتنا حرام ہے، وہاں اکڑ کر جاؤ۔ بھائی وائی گچھ مت کہو۔ کہ دو کہ اے کافرو آج ہم تمہیں کلمہ کی گرمی اور ایمان کی طاقت دکھائیں گے تم اگر سیر ہو تو ہم سوا سیر ہیں۔

یہ دونوں ملا کر اللہ تعالیٰ نے ایک علامت بیان کی ہے معظوف علیہ

معظوف سے جملہ معظوفہ بن کر ایک علامت ہوتی اور دوسری علامت کیا ہے؟

اہل محبت کی دوسری عمت: مجاہدہ فی سبیل اللہ

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ : اللہ کے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں
تکلیف اٹھاتے ہیں اور یہ مجاہدہ چار قسم کا ہے جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

ارضائے حق کی تلاش میں تکلیف اٹھانے والے
الذین
اختاروا

الْمُسْتَقَّةَ فِي ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا جو ہم کو خوش کرنے کے لیے اپنی خوشیوں کو قربان
کرتے ہیں جیسے دل چاہتا ہے کہ اس ٹیڈی کو حسین لڑکی کو یا حسین لڑکے کو دیکھ
لو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیسے پہچان گے کہ یہ میرا عاشق ہے یا میرا عاشق ہے تو
میری خوشی کو مقدم کرے گا اپنی خوشی کا خون کر دے گا پھر اس کے دل کے سُرخ
آفتاب پر اپنے قرب کا سورج طلوع کرتا ہوں جس کی مستی کے سامنے دُنیا بھر کی
لیلاؤں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

تو مجاہدہ نمبر ۱ ہے کہ اہل محبت جب اپنی خوشیوں میں اور اللہ کی خوشیوں میں
تصادم دیکھتے ہیں تو اللہ کی خوشی پر عمل کرتے ہیں اور اپنی خوشیوں کا خون کر دیتے ہیں
اور آسمان کی طرف دیکھتے ہیں کہ اے اللہ دل تو چاہتا ہے کہ اس حسین اور نکمیں یا اس
حسینہ اور نکمیز کو دیکھ لیں مگر اے اللہ آپ کی اہانت نہیں ہے آپ نے قرآن پاک میں منع فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
خوش کرتا ہوں اور اپنے نفس دشمن کو ناخوش کرتا ہوں اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتا ہوں اَنْظُرْ بِحَسْبِیْ
بہت گود لولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تزی خاطر گلے کا گھونٹنا منکھور کرتے ہیں

آرزو میں خون ہوں یا حشر میں یا مال ہوں

اب تو ہوں دل کو ترسے قابل بنانا ہے مجھے

ابلی عشق کا اصل مقام | یہ اللہ تعالیٰ کے شائقوں کی علامت ہے

ورنہ جو اپنے نفس کو حرام خوشیوں سے خوش

مکرتا ہے اور اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کا دعویٰ عشق باطل ہے۔ اگر کسی کی عاشقی

دیکھنی ہے تو ایسے پورٹ پر دیکھو، مارکیٹوں میں دیکھو، کلفٹن میں دیکھو، لندن میں

دیکھو جہاں کرچھین لڑکیاں ٹانگیں کھولے چل رہی ہیں وہاں پتہ چلے گا کہ یہ کیسا

آدمی ہے یہ بندر ہے یا قلندر ہے۔

قلندر کی تعریف | میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے حضرت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ حضرت اولیاء

اللہ کے کس طبقہ کا نام قلندر ہے؟ فرمایا کہ قلندر اولیاء اللہ کا وہ طبقہ اور گروہ ہے جن

کی نفسی عبادات بظاہر زیادہ نظر نہیں آتیں مگر ان کا دل ایک لمحہ کو خدا سے غافل نہیں

ہوتا۔ ہر وقت وہ اپنے دل کو اللہ سے چپکائے رہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے عاشق ہیں اور میں جن سے محبت کرتا ہوں

ان کو کیسے پہچانوں گے کیونکہ میری محبت تو چھپی ہے اللہ کی محبت کو کون دیکھ سکتا

ہے لیکن علامت یہ ہے کہ جن سے میں محبت اور پیار کرتا ہوں ان کو غیروں سے

دل نہیں لگانے دیتا۔ یہ علامت ہے کہ میں ان بندوں سے پیار کرتا ہوں۔ آپ

بتائیے آپ اپنی چیز کسی کو دیتے ہیں؟ تو جو اللہ کا ہو گیا جس کو اللہ نے اپنے لیے

منتخب کر لیا اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو حسینوں کے سپرد نہیں کریں گے۔ اگر

وہ خود بھی پاپ ہے گا تو نہیں جاسکتا، غیر کا نہیں ہو سکتا۔ لہذا پہلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کی خوشی کو آگے رکھتے ہیں اپنی خوشیوں کا خون کرتے ہیں۔

۲. دین کی نصرت میں مشقت اٹھانے والے | اور دوسری علامت ہے الَّذِیْنَ

اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِي نَصْرِ دِينِنَا کہ وہ ہمارے دین کو پھیلانے کی مشقت کو اٹھاتے ہیں پاپ ہے مال سے ہو یا علم سے ہو، علماء کو باہر ملکوں میں اپنا مال خرچ کر کے اشاعتِ دین کے لیے بلا تے ہیں اور عالمِ دین و عقائد نصیحت کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں مشقت برداشت کرتا ہے۔ عالمِ دین اور اس کے ساتھ رہنے والے قیامت کے دن اسی قافلہ میں دین کے پھیلانے والوں میں شامل ہوں گے۔ جو کسی عالمِ دین کے ساتھ سفر کرے وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی قافلہ خدمتِ دین کا رکن کھجا جائے گا۔ جس طرح وزیرِ اعظم یا صدرِ مملکت کے ساتھ بیس آدمی جدہ گئے تو پورا قافلہ عمرہ کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ عالمِ دین کے ساتھ خدمتِ دین کے قافلہ میں شامل ہوتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب کے سب قیامت کے دن خادمِ دین شمار ہوں گے۔

۳. احکامِ الہیہ کی تعمیل میں مجاہدہ کرنے والے | اور اللہ کے عاشقوں کی

تیسری علامت ہے الَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِي امْتِنَالِ اَوْامِرِنَا جو لوگ اللہ کے احکام بجالانے میں پس و پیش نہیں کرتے، اگر مگر نہیں کرتے

مرضی تری ہر وقت جسے پیش نظر ہے
 پھر اس کی زبان پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے
 وہ یوں نہیں کہتے کہ اگر داڑھی رکھوں گا تو مگر بیا ہوگا۔ اسے میاں اگر نہ تھلوی
 کی مگر سے اس سے جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام ہے کاش کہ۔ اگر مگر نہ کیجئے ورنہ مرنے
 کے بعد کنا پڑے گا کہ کاش کہ داڑھی رکھ کر مرتے۔ جلدی کیجئے، دیر نہ کیجئے۔

نہ جانے بلائے پیسا کس گھڑی

تو نہ جاتے تکتی کھڑی کی کھڑی

اور داڑھی رکھ کر گال کھرچنے کی تکلیف سے نجات حاصل کیجئے، عیش کیجئے نہ
 بلیڈ کی ضرورت نہ گال کھرچنے کی ورنہ سنگل کوٹ، ڈبل کوٹ اور کھوشی اکھاڑ کوٹ
 ایک مصیبت ہے۔ داڑھی سے آدمی قلندر لگتا ہے اور داڑھی منڈانے سے انسان
 بند معلوم ہوتا ہے اور بیوی بھی اس سے دُعا نہیں کراتی۔ کہتی ہے کہ یہ تو ٹٹ فار
 ٹیٹ ہے۔ بیسی میں ہوں ویسے یہ ہے۔ دونوں کے گال برابر۔ داڑھی رکھ
 لیجئے پھر بیوی کہے گی کہ میاں دُعا کرنا۔ دُنیا کی تکلیف سے بھی نجات اللہ تعالیٰ
 بھی خوش ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوں اور اللہ والوں کی
 جماعت میں آپ داخل ہو جائیں گے۔

اور اللہ کے
 عاشقوں کی چڑھی

اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا علم اٹھانے والے

علامت کیا ہے؟ الَّذِينَ اٰخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِي الْاٰنْتِهَاءِ عَنْ مَتْنَاهِمْ
 اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے رُک جاتے ہیں اللہ کی نافرمانی

سے بچنے میں نفس پر پوری طاقت سے بریک لگاتے ہیں، گناہوں سے پوری طاقت سے بھاگتے ہیں۔

یہ آخری علامت ذرا کڑوی ہے۔ مجاہدہ کی یہ چوتھی تفسیر ہے کہ میرے شائق میری منہج کی ہوتی باتوں سے رک جاتے ہیں۔ اے صوفیاء کرام! سوچئے کہ ان چار تفسیروں میں ہم کس مقام پر ہیں۔ سوچ کر ہم خود فیصلہ کر لیں کہ اللہ کے شائقوں کی علامات ظاہر کرنے والی ان چار تفسیروں میں سے ہم کس تفسیر میں پہنچ چکے ہیں۔

اور آگے
تیسری عمت بلا: مخلوق کی ملامت سے بے پروائی
ایک سبق

اور مل رہا ہے کہ میرے عاشقوں کی ایک علامت اور سچی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو کسی کی ملامت کی پروا نہیں رہتی کہ کون کیا کہے گا، وہ اگر مگر کیا جانیں، وہ تو کہتے ہیں کہ ہمارا مالک جس بات سے خوش ہو ہم وہی جانتے ہیں، نہ اگر جانتے ہیں نہ مگر

جانتے ہیں۔ ہمارا کام ان کی یاد اور ان کی اطاعت ہے

نہ بدنامی کا خطرہ اور نہ پروا ہے ملامت سے

خوشی پر ان کی مرزا اور جینا ہی محبت ہے

نہ کچھ پرہائے بدنامی نہ کچھ پرہائے نام ہے

ہے روج ہنگی بس ان کی مرضی پر فدا ہونا

یہی قصہ دوستی ہے یہی منشا ہے نام ہے

ہماری خاک اس لمحہ میں ہے رشکِ فلک اختر

وہی لمحہ جو میرا ذکر مولائے عالم ہے

جسے دیکھو اسی کے سر میں ہے سو اکیس شے کا
مگر سو دوائے جاننا اکر سو دوائے عالم ہے
جس کو دیکھو اس کا کوئی نہ کوئی معشوق ہے ہر ایک کسی نہ کسی چیز کا عاشق ہے
لیکن تمام عالم کی اشیاء کے قیمتی چیز ہیں اللہ کی محبت کا درو ہے۔

لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ كِيَٰ عَجِبَ عَاشِقَانَهُ تَفْسِيرُ
اللہ تعالیٰ فرمایا ہے

ہیں : لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ میرے عاشق کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے
لَوْمَةُ جمع نہیں ہے واحد ہے لیکن اہم جنس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے
کہ اہم جنس قلیل اور کثیر سب پر استعمال کیا جاتا ہے جیسے پانی ڈس کر ڈرٹن ہو تو وہ
بھی پانی اور ایک گلاس پانی ہو تو وہ بھی پانی۔ پانی اہم جنس ہے جس میں قلیل اور
کثیر سب شامل ہے اسی طرح اہم جنس لَوْمَةُ نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا
کہ سارے عالم کی ملامتوں سے میرے عاشق نہیں ڈرتے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ لَوْمَةُ
واحد ہے ورنہ یہ معنی ہوتے کہ تھوڑی بہت ملامت کو تو برداشت کر لیتے ہیں
لیکن بڑی ملامت سے گھبرا کر وارسی منڈا لیتے ہیں یا کوئی بھی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔
لہذا اہم جنس نازل فرمایا جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے عاشق دنیا بھر کے ملامت
کرنے والوں کی ملامتوں کی ذرہ برابر پروا نہیں کرتے۔

علامہ آلوسی کا کمال دیکھئے۔ فرماتے ہیں کہ لَوْمَةُ معنی میں لَوْمَاتُ
کے ہے یعنی سارے عالم کی ملامتوں سے نہیں ڈرتے پھر علامہ آلوسی خود کمال
قائم کرتے ہیں کہ لَوْمَةُ جب معنی میں جمع کے ہے تو پھر واحد کیوں نازل کیا

اللہ تعالیٰ یہی نازل فرمادیتے کہ لَا يَخْفُونَ مِنْ تَوَمَاتٍ لَا يَمِينُ اس
اشکال کا جواب خود دیتے ہیں کہ پھر کلام میں بلاغت نہ رہتی۔ یہ اللہ کا کلام ہے
شاہی کلام ہے تَوَمَاتٌ میں بلاغت یہ ہے کہ میرے عاشقوں کا یہ مقام ہے کہ
سارے عالم کی ملامتوں کو مثل تَوَمَاتٌ وَاحِدًا کے سمجھتے ہیں؛ ایک ملامت کے
برابر سمجھتے ہیں جیسے کہا جائے کہ سارے عالم کے طوفانوں کو ہمارے عاشق
ایک گھونٹ پانی سمجھتے ہیں۔

دعویٰ مرغابی کردہ است جاں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دُنیا والو! جلال الدین رومی کی جاں نے
مُرجابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

کے زطوفناں بلا دارد فغان

اور مرغابی طوفان بلا سے نہیں ڈرتی۔

استقامت اہل محبت کی خاص شان ہے

مبہتی کے
سمندر پر آتر

کھڑا تھا۔ میر صاحب بھی تھے۔ ایک طوفان آیا۔ وہیں ایک مرغابی بیٹھی تھی ایک
اعشاریہ آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ بیس پچیس فٹ اوپر چلی گئی۔ اب میں غور سے دیکھ
رہا ہوں کہ جب نیچے آئے گی تو یہ آگے پیچھے ہوتی ہے یا اسی نوے سے درجہ کے
کے زاویہ قائمہ پر آتی ہے۔ جب طوفان نیچے آیا تو بالکل نوے سے ڈگری پر نیچے آتی
ہے ایک اعشاریہ کا فرق نہیں تھا۔ مومن کی بھی یہی شان ہوتی چاہئے کہ کچھ
بھی حالات ہوں، ملامتوں کا طوفان ہو لیکن وہ اللہ کی راہ پر مستقیم رہے۔

کہاں تک مضبوطِ غم ہو دو ستونِ راہِ محبت میں
 سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو
 اختر ایک ادنیٰ گدا ہے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں ۷
 گدا لے میکدہ ام لیک وقت مستی ہیں
 حافظ شیرازی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر سلطان نجم الدین کبریٰ کا ایک ادنیٰ
 غلام ہوں، ان کی خانقاہ کا ایک ادنیٰ بھک منگاہوں لیکن جب اللہ کی یاد میں
 اور اللہ کی محبت میں مست ہوتا ہوں تو ۷

ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم
 آسمانوں پر ناز کرتا ہوں اور ستاروں پر حکومت کرتا ہوں۔
 تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اللہ والوں کو لوگوں
 نے کہاں پہچانا

لب ہیں خنداں جگر میں ترا درِ غم
 تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم
 ہونٹوں سے ہنس رہے ہیں لیکن دل میں لے خدا تیرا دردِ غم رکھتے ہیں تیرے
 عاشقوں کو لوگ نہ پہچان سکے۔ ان کو معمولی سمجھا اور ان کی قدر نہ کی اور اس سبب
 سے ان کے فیوض و برکات سے محروم رہ گئے۔

اللہ کے عاشقوں کی تیسری علامت یہ ہے کہ مخلوق کی ملامت کا خوف
 دل سے نکل جاتے۔ کوئی کچھ کہے آپ وہی کام کیجئے جس سے اللہ خوش ہو۔
 ساری دنیا آپ پر ہنسے لیکن آپ کو کسی کی پروا نہ ہو آپ کا ان شاء اللہ درجہ

ہی بلند ہوگا۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب | لوگوں کے ہنسنے پر آپ جتنا غم اٹھائیں گے چاہے آپ کا

خوب مذاق اڑایا جائے اور دل زخمی ہو جائے یہ سب اللہ کے راستہ میں لکھا جائے گا۔ آپ قیامت کے دن کہہ سکیں گے کہ اے اللہ جب دائرہ صحری رکھی تو میری بیوی نے مذاق اڑایا، میرے خاندان والوں نے مذاق اڑایا، دفتر والوں نے مذاق اڑایا جہاں گتے ہنسنے گئے لیکن ہم نے ہنسنے کا زخم اٹھایا اور آپ کی محبت کے حق کو دل سے لگایا۔ ان شاء اللہ قیامت کے دن دیکھنا۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر ناک ڈالی جائے گی

کمالات کی مجاہدات سے عدم نسبت پر قرآن پاک سے متلازل

جو موقف آج بیان کرنا تھا وہ اب آ رہا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں جو فرمایا کہ اللہ جو بھی نعمت دے دے اس کی نسبت اپنے مجاہد اور اپنی عبادت کی طرف مت کرو کہ میں نے یہ کیا تو اللہ نے یہ دیا۔ یہ بالکل ناشکری ہے۔ جب کوئی نعمت پاؤ تو یہی کہو کہ اللہ میاں اس رحمت کے آپ کی رحمت سے پایا ہے، اس فضل کو آپ کے فضل سے پایا ہے، اس مہربانی کو آپ کی مہربانی سے پایا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اپنی مجاہد و عبادت کا ثمرہ سمجھتا ہے وہ صوفی سخت نادان و غیر عارف ہے۔ حضرت حکیم الامت

تھانہی کی عبادت سے ہے کہ إِنَّ بَعْضَ الْمُفْتَرِينَ مِنَ الصَّوْفِيَاءِ وَالشَّالِكِينَ يُنْسِبُونَ كَمَا لَا يَتَّبِعُهُ إِلَىٰ مُجَابَهَةِ إِنْهَاءِ هَذَا الْعَيْنِ الْكُفْرَانِ بعض نادان صوفی جواہل اللہ کا صحبت یافتہ نہیں وہ اللہ کی عنایات اور مہربانیوں کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کرتا ہے کہ میں نے بڑی عبادات، بڑے حج عمرے کیے، بزرگوں کی بڑی خدمت کی بڑے پا پڑ بیٹے تب پا پڑ کھانے کو ملے لیکن کچھ لو کہ پا پڑ بیٹے کی جو توفیق ہوئی ہے یہ بھی اللہ کا کرم ہے اور پا پڑ کھانے کو عطا ہوا ہے یہ بھی اللہ کی عطا ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ یہ تینوں علامتیں بیان فرماتا ہے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو بٹا دیا، جس نے چاروں قسم کے مجاہدات کیے اور میری راہ میں تکلیف اٹھائی اور جس نے اپنے قلب میں سارے عالم کی ملامت سے بے خوفی محسوس کی یہ اس کا کمال نہیں ہے۔ بلکہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ یُوْتِيهِمْ مِّنْ قَبْلُ جِسْمًا جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لہذا اس آیت سے پتہ چلا کہ ہمیں اللہ کی سبھی نعمتیں ملیں جو کمالات عطا ہوئے، یہی کہتے کہ مالک یہ آپ کا فضل آپ کی مہربانی ہے میرا کوئی کمال نہیں۔ آپ کی عطا ہے آپ کا کرم ہے آپ کا فضل ہے اور فضل محتاج قانون نہیں ہوتا جیسے کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جس نے سو قتل کیے تھے اور جو توبہ کے ارادہ سے چلا لیکن راستہ میں اس کا انتقال ہو گیا اور وارثین سے معافی بھی نہیں مانگ سکا۔ روح نکالنے میں رحمت کے فرشتوں میں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کی پیمائش کر لو۔ اگر گناہ کی زمین قریب ہے تو عذاب کے فرشتے اس کی روح لے جائیں اور

قیس: کہ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے ہستی و خاکساری اختیار کرتے ہیں اور کافروں کے اوپر سخت ہیں اور میری راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور سارے جہان کی ملامتوں سے نہیں ڈرتے یہ ان کا ذاتی کمال نہیں ہے بلکہ میرا کرم میری مہربانی میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ وَاٰسِعٌ عَلِيْمٌ۔

اسما حسنی واسع اور علیم کا ربط | یہاں یہ دو اسم واسع اور علیم کیوں نازل فرماتے؟ علامہ آوسی لکھتے ہیں

کہ واسع کے معنی ہیں کثیر الفضل۔ واسع اس لیے نازل کیا کہ کہیں میرے بندے یہ نہ سوچیں کہ جب فضل سب پر تقسیم ہو جائے گا تو ہم کو کہاں سے اللہ میاں اتنا فضل دیں گے۔ اسی لیے یہاں واسع نازل فرمایا کہ میرا فضل تمہارا سا نہیں ہے میں کثیر الفضل ہوں۔ میرے پاس فضل کا اتنا خزانہ ہے کہ لَا يَخَافُ نَقَادَ مَا عِنْدَنَا میں اللہ ہوں اور مجھے اپنے فضل کے ختم ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یہ عبارت روح المعانی کی ہے۔ وَاللّٰهُ وَاٰسِعٌ کی تفسیر کی آئی کَثِيْرُ الْفَضْلِ لَا يَخَافُ نَقَادَ مَا عِنْدَنَا مِنْ الْفَضْلِ اللہ تعالیٰ کے پاس اتنا فضل ہے کہ اللہ کبھی اپنے فضل کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں کرتا، غیر محدود فضل ہے کہ اگر ساری کائنات پر تقسیم کر دے تو بھی کمی نہیں ہوگی۔

اور علیم کے معنی کیا ہیں اَيُّ عَلِيْمٌ بِاَهْلِيْهِ وَمَخَلِيْبِهِ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میرے فضل کے کون لوگ اہل ہیں اور کس محل میں مجھ کو اپنا فضل کرنا ہے اللہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل کا اہل بھی بنا دے اور مجھ کو بھی بنا دے۔ جب وہ فضل کرتا

ہے تو خود ہی سب کچھ بنا دیتا ہے۔

حُسن کا اَظہام ہوتا ہے

عِشَق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آخری آیت وَاللّٰهُ وَاَسْمِعُ عَلَیْكُمْ کِتَابِی تشریح کے لیے کہ اللہ کے فضل کا

کون اہل اور محل ہے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر سن لیجئے سب

مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ وہ کیا شعر ہے۔

سُن لے لے دوست جب ایام بچلے آتے ہیں

لُحَاتِ طَلْحَی کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس اب دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ لے خدا ہم سب کو

صحتِ جسمانی بھی دے دے اور صحتِ روحانی بھی دے دے۔ لے خدا ہم سب کو

ہمارے احباب حاضرین و غائبین کو، بچوں کو خواتین کو، ہم اور ہمارے گھر والوں

کو آپ سب کو اور آپ کے گھر والوں کو سلامتی اعضا اور سلامتی ایمان کے ساتھ

حیات نصیب فرما اور سلامتی اعضا اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھا اور یہ

دُعا ہم سب کے لیے اور سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے قبول فرما اور آخر کو اور ہم

سب کو عافیت دیرین نصیب فرما اور ہر مومن کو عافیت دیرین نصیب فرما۔ اور

ہماری جائز حاجتیں لے اللہ جلد سے جلد پوری فرمائے !

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ

مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ ہ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝